دو ابینی شفا بینی غرض دار الامان بینی	چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ، (۲) خواص و معاونین سے عنلہ، (۳) ہندوستان سے باہر نئے، (۴) غیر مذاہب والون سے عیہ، (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے عیا ۱۲

فہرست مضامین

نمبر ۲۹ | قادیان دار الامان مورخہ ۷ اگست سنہ ۱۹۰۵ء - ۵ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

۳۱ اگست سنہ ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابون کے لئے جگہہ نکالنے کیواسطے ۳۱ - اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابون مین خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکہئے ۳۱ - اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہہ رعایت جاری نہ رہیگی - اس اثنا مین خصوصاً گذشتہ سالون کے بعض فائل خریدنے مین آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالون کے فائل ہمیشہ دو چند قیمت پر دئے جاتے ہین -

۱۹۰۵ء کا فائل الحکم صہ، صرف ۵۰ درخواستونکی تعمیل ہوگی -
۱۹۰۴ء " صہ، "
انا اوحام ہر دو جلد عصہ، "
آسمانی فیصلہ ۲ ر
مسلمانون کا خدا اور اسکے حضور دعا ۳ ر
رد شیعہ و خط نسخ ۳ ر
حضرۃ اقدس کی پرانی تحریرین ۱ ر صرف ۲۵ درخواستونکی تعمیل ہوگی
ست بچن و آریہ دہرم ۱۰ ر
تفسیر سورہ بقرہ عہ صرف سو درخواستون کی تعمیل ہوگی -
[illegible]ت وجود پر خط اور تقریر نماز ۱ ر
[illegible]ان الحق ۲ ر
النصح ۱ ر
سلک مروارید حصہ اول ۳ ر صرف سو درخواستون کی تعمیل ہوگی -
اصلاح النظر ۲ ر صرف بیس درخواستونکی تعمیل ہوگی -
الانذار ۲ ر صرف ۸ درخواستونکی "
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ ر صرف پچاس خواستونکی تعمیل ہوگی -
اربعین ہر چہار نمبر ۳ ر
فو ـــــــــ ام

درخواستونکی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی - اور تمام درخواستین **دفتر الحکم** کے نام آنی چاہئین

اس سستی کی بھی حد ہے ؟

مجہے نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ جب کوئی مفید تحریک قوم مین کیجاتی ہے تو بہ استثنائے بعض اکثر اسپر عملدرآمد کرنے کو آمادہ نہین پائے جاتے یا کم از کم حد درجہ کی سستی دکہاتے ہین - حالانکہ ہر جدید فرقہ یا قوم اپنے ابتدائی ایام مین نہایت سرگرم ہوتا ہے جبکہ سرگرمی کے دنو مین یہہ حال ہے تو پہر آئندہ کے لئے تو خدا ہی حافظ ہے - بہلا شیرازہ قوم کے متعلق جو فردین شایع کی گئی تہین انکی خانہ پری بہی کوئی ناقابل برداشت محنت اور تکلیف کا موجب نہ تہی جو ابہی تک وہ مکمل ہو کر پوری نہین آسکین - جن احباب کی نسبت حسن ظن کے طور پر ظاہر کیا گیا تہا کہ وہ اپنے اپنے ضلع کی فردین مکمل کر کے بہیجین - انمین سے تین چار کے سوا کسی اور نے اپنے ضلع کی فرد تو کجا اپنے شہر بلکہ اپنی اور اپنے خاندان کی بہی خانہ پری کر کے نہین بہیجی - ہماری یہ سرگرمی اور ہوشیاری کیا آئندہ کیلئے یادگار رہیگی اور مفید اور موثر ہوگی ؟ میری سمجہہ مین نہین آتا کہ کن راہون سے اس اہمیت کو احباب کے گوش گزار کردن - شیرازہ قوم کی تحریک مین سب سے اعلے درجہ کا کام تو سیالکوٹ کی جماعت نے (جو ہر مفید تحریک مین سابق بالخیرات ٹہیر چکی ہے) کیا ہے - چودہری مولا بخش صاحب نے مجہے اطلاع دی ہے کہ نہایت حزم و احتیاط سے ضلع کی فہرست طیار کی گئی ہے غالباً ایک بہی فرد اس فہرست سے باہر نہ رہیگا - اور پہر چودہری غلام احمد خانصاحب رئیس کاٹہہ گڑہ نے اس پیرانہ سالی مین کل ضلع کا سفر کیا ہے اور ضلع ہوشیارپور کی فرد طیار کی ہے انکے متواتر خطوط میرے پاس آئے ہین جن سے معلوم ہوا ہے کہ وہ نہایت سرگرمی سے اس خدمت مین مصروف ہین - مین پہر اپنے احباب کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ ان فردون کی طیاری مین جلدی حصہ لین جس جس صاحب کے پاس یہ فرد پہونچ گئی ہے اسکا فرض ہے کہ اس کی خانہ پری کر کے میرے پاس بہیجدے وہ بعد مین دیکہین گے کہ یہ فرد کہانتک مفید ثابت ہوتی ہے - انشاء اللہ العزیز -

۲ - ایسا ہی کالج فنڈ کے لئے ایک آنہ فنڈ کی تحریک مین جسقدر مستعدی کی ضرورت ہے ابہی تک اس سے کام نہین لیا گیا اور اسکی وجہ یہی ہے کہ باقاعدہ کمیٹیان مقرر نہین ہین اور نہ پرجوش آدمی اس تحریک کی عام تبلیغ کے لئے طیار ہوئے ہین - جو بہت ضروری امر تہا -

درخواست دعا

۱ - منشی گلاب خانصاحب سب پوسٹماسٹر راولپنڈی احباب سے دعا کے خواستگار ہین - کہ اللہ تعالے مخالفون کی سازشون اور منصوبہ بازیون سے انہین امن مین رکہے -

درخواست نماز جنازہ

میان غلام حبیب حجام ساکن راولپنڈی فوت ہوگیا ہے احباب نماز جنازہ غائب پڑہ دین -

اطلاع

بقایاداران الحکم اپنے ذمگی حساب جلد بیباق کرین - وی پی جاری ہو رہے ہین - وصول [illegible] کارخانہ کی اعانت کرین - یعقوب علی - ایڈیٹر الحکم

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

دربار شام (۹ اگست ۱۹۰۵ء)

پشاور سے ایک نوجوان ہندو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کیواسطے آیا ہوا تھا۔ اسنے مختصراً اپنے حالات بیان کئے کہ کس طرح پر الحکم کے پڑھنے اور ایک احمدی کی صحبت نے اسے مشتاق زیارت بنایا اس تحریک پر حضرت حجۃ اللہ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر

سب سے بڑی بات تو دین ہے جسکو حاصل کرکے انسان حقیقی خوشحالی اور راحت کو حاصل کرتا ہے دنیا کی زندگی تو بہرحال گذر ہی جاتی ہے

شب تنور گذشت و شب سمور گذشت

یعنی راحت اور رنج دونو گذر جاتے ہیں۔ لیکن دین ایک ایسی چیز ہے کہ اسپر عمل کرکے انسان خدا تعالےٰ کو راضی کر لیتا ہے۔ یقیناً جانو کہ اللہ تعالےٰ اسوقت تک راضی نہیں ہوتا اور نہ کوئی شخص اس تک پہونچ سکتا ہے جب تک صراط مستقیم پر نہ چلے۔ وہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اللہ تعالےٰ کی ذات صفات کو شناخت کرے اور ان راہوں اور ہدایتوں پر عمل درآمد کرے جو اسکی مرضی اور منشاء کے موافق ہیں۔ جب یہ ضروری بات ہے تو انسان کو چاہیئے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور کچھ مشکل امر نہیں دیکھو انسان پانچ سات روپیہ کی خاطر جو دنیا کی ادنےٰ ترین خواہش ہے اپنا سر کٹا لیتا ہے پھر جب اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کا خیال ہو اور اسکی رضا کی کرنا چاہے تو کیا مشکل ہے

انسان حقیقی دین سے کیوں محروم رہ جاتا ہے اس کا بڑا باعث **قوم** ہے خویش و اقارب دوستوں اور قوم کے تعلقات کو ایسا مضبوط کر لیتا ہے کہ وہ انکو چھوڑنا نہیں چاہتا ایسی صورت میں ناممکن ہے کہ یہ نجات کا دروازہ اسپر کھل سکے یہ ایک قسم کی نامردی اور کمزوری ہے لیکن یہ شہیدوں اور مردوں کا کام ہے کہ ان تعلقات کی ذرا بھی پروا نہ کرے اور خدا تعالےٰ کی طرف قدم اٹھائے۔

بعض کمزور فطرت لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی عبادت ہی کرنی ہے خواہ کسی مذہب میں ہوں مگر وہ نہیں جانتے کہ آج جسقدر مذاہب موجود ہیں انمیں کوئی بھی مذہب بجز **اسلام** کے ایسا نہیں جو اعتقادی اور عملی غلطیوں سے مبرا ہو۔ وہ **سچا** اور **زندہ خدا** جس کی طرف رجوع کرکے انسان کو حقیقی راحت اور **روشنی** ملتی ہے جسکے ساتھ تعلق پیدا کرکے انسان اپنی گناہ آلودہ زندگی سے نجات پاتا ہے وہ **اسلام** کے سوا نہیں مل سکتا۔ یہی پہلا زینہ ہر قسم کی روحانی ترقیوں کا ہے اگر اس کی توفیق مل جاوے تو پھر **خدا اسکا اور وہ خدا کا ہو جاتا ہے۔**

یہ سچ ہے کہ جب ایک شخص محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے کسی قسم کے نفسانی اغراض کے بغیر ایک قوم سے قطع تعلق کرتا ہے اور خدا ہی کو راضی کرنے کے لئے دوسری قوم میں داخل ہوتا ہے تو ان تعلقات قومی کے توڑنے میں سخت تکلیف اور دکھ ہوتا ہے۔ مگر یہ بات خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑی قابل قدر ہے۔ اور یہ ایک **شہادت** ہے۔

جسکا بہت بڑا اجر اللہ تعالےٰ کے حضور ملتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ یعنے جو شخص ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرتا ہے اسے بھی ضایع نہیں کرتا بلکہ اجر دیتا ہے تو پھر جو شخص اتنی بڑی نیکی کرتا ہے اور خدا کی رضا کے لئے ایک **موت** اپنے لئے روا رکھتا ہے اسے **اجر** کیوں نہ ملے؟ جو شخص خدا تعالےٰ کے لئے اپنے تعلقات کو توڑتا ہے وہ فی الحقیقت ایک موت اختیار کرتا ہے کیونکہ اصل موت بھی ایک قسم کا قطع تعلق ہی ہے یعنے روح کا جسم سے قطع تعلق ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے لئے ان تعلقات کو توڑنا جو اپنی قوم اور خویش و اقارب سے ہوتے ہیں خدا کے نزدیک بہت بڑی بات ہے بسا اوقات یہ روک بڑی زبردست روک انسان کو خدا کی طرف آنے کے لئے ہو جاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ دوستوں کا ایک گروہ ہے ماں باپ بہن بھائی اور دوسرے رشتہ دار ہیں انکی محبت اور تعلقات نے اسکے رگ و ریشہ میں ایسی سرایت کی ہوئی ہے کہ وہ **اسلام** کی صداقت اور سچائی کو تسلیم کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بجز اسکے نجات نہیں لیکن ان تعلقات کی بنا پر اقرار کرتا ہے کہ یہ راہ جس پر میں چلتا ہوں خطرناک اور گندی راہ ہے مگر کیا کریں جہنم میں پڑنا منظور ان تعلقات **قومی** کو کیونکر چھوڑ دیں۔ ایسے لوگ نہیں جانتے کہ یہ صرف زبان سے کہنا تو آسان ہے کہ جہنم میں پڑنا منظور اگر انہیں اس دکھ درد کی کیفیت معلوم ہو تو پتہ لگے۔ ایک آنکھ میں ذرا درد ہو تو معلوم ہو جاتا ہے کہ کس قدر تکلیف ہے پھر جہنم تو وہ جہنم ہے جسکی بابت قرآن شریف میں آیا ہے لا یموت فیہا ولا یحیی

ایسے لوگ سخت غلطی پر ہیں۔ اسکا تو فیصلہ آسان ہے دنیا میں دیکھ لے کہ کیا وہ دنیا کی بلاؤں پر صبر کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں تو پھر یہ کیونکر سمجھ لیا کہ عذاب جہنم کو برداشت کر لیں گے۔ بعض لوگ تو دوسروں کو دھوکا دیتے ہیں مگر یہ لوگ اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ یقیناً سمجھو کہ جہنم کا عذاب بہت ہی خطرناک ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر فرما دیا ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا الایۃ یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا خواستگار ہو۔ وہ آخرکار گھاٹے میں رہیگا۔

جسطرح پر انسان کا ایک حلیہ ہوتا ہے اور وہ اسی سے شناخت کیا جاتا ہے اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کی ذات اور اسکے **صفات** بھی ایک طرح پر واقع ہوئے ہیں۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ مختلف مذاہب والے خدا تعالےٰ کی جو شکل اور صفات پیش کرتے ہیں وہ سب کی سب درست ہوں عیسائی۔ ہندو۔ چینی ہر ایک جدا جدا صفات پیش کرتا ہے پھر کون عقلمند یہ مان لیگا کہ ہر ایک اپنے اپنے بیان میں سچا ہے۔

ماسوا اسکے سچائی کے خود انوار اور برکات ہوتے ہیں یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ نشانات اور انوار و برکات کس خدا کو مان کر ملتے ہیں اور کس دین میں وہ پائے جاتے ہیں۔ ایک شخص ایک نسخہ کو استعمال کرتا ہے اگر اس نسخہ میں کوئی خوبی اور اثر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ چند روز کے استعمال کے بعد ہی اسکی مفید تاثیریں معلوم ہونے لگیں گی لیکن اگر اس میں کوئی خوبی اور تاثیر نہیں ہے تو خواہ ساری عمر اسے استعمال کرتے جاؤ کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ اس معیار پر اسلام اور دوسرے مذاہب کی سچائی اور حقیقت کا بہت جلد پتہ لگ جاتا ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی تاثیر اور انوار و برکات کے لئے کسی گزشتہ قصہ کا حوالہ نہیں دیتا۔ اور نہ صرف **آیندہ** کے وعدہ ہی پر رکھتا ہے بلکہ اس کے پھل اور آثار ہر وقت اور ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں اور اسی دنیا میں ایک **سچا مسلمان** ان **ثمرات** کو کھا لیتا ہے۔

بتلاؤ ایسے مذاہب انسان کو کیا امید دلا سکتے ہیں جن میں توبہ تک منظور نہیں ایک گنہ کرکے جبتک کروڑوں جونیں نصیب نہ ہولیں خدا سے صلح ہی نہیں ہو سکتی۔ وہاں انسان کیا پائیگا۔ اسکی روح کو راحت اور تسلی کیونکر مل سکے گی۔

مذہب کی سچائی کی بڑی علامت یہ ہے کہ **اس راہ سے دور افتادہ خدا کے نزدیک آجاتا ہے** جیسے جیسے وہ نیک عمل کرتا جاوے اسی اسی قدر تاریکی دور ہو کر معرفت اور روشنی آتی جاوے۔ اور انسان خود محسوس کرے کہ وہ نجات کی ایک یقینی راہ پر جا رہا ہے اسکی ہدایتیں ایسی صاف اور واضح ہوں کہ انسان ان کے ماننے اور اسپر عمل کرنے میں اٹکے نہیں۔

بھلا یہ بھی کوئی تعلیم اور اصول ہے کہ ذرہ ذرہ کو خدا قرار دیدیا جاوے جیسے خدا ازلی ابدی ہے اسیطرح پر ذرات عالم اور ارواح کو بھی ازلی ابدی تسلیم کیا جاوے اگر ایسا کوئی خدا ہے کہ جسنے ایک ذرہ بھی کسی قسم کا پیدا نہیں کیا تو اسپر بھروسہ کیسا اور اسکا ہم پر حق کیا ہے جو عبادت کریں۔ کیونکہ عبادت کے لئے حق بھی تو ہونا چاہیئے جب کوئی حق ہی نہ ہو تو ایک ذرہ ذرہ اسے کہہ سکتا ہے کہ تیرا ہم پر کیا حق ہے؟ اس عقیدہ کو رکھ کر انسان کسطرح خدا پرست ہو سکتا ہے بلکہ میرے نزدیک خدا کی ہستی پر دلیل ہی قائم نہیں ہو سکتی۔ اگر آریوں سے کوئی دہریہ پوچھے کہ پرمیشر کی ہستی کا کیا ثبوت ہے تو اس کا جواب وہ کیا دے سکتے ہیں؟ کیونکہ صانع کو مصنوعات سے شناخت کرتے ہیں جب کہ مصنوعات ہی کا وجود نہیں تو صانع کا وجود کہاں سے آیا + جیو اور پرکرتی کو جو خود بخود تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان کے جوڑنے جاڑنے کے لئے کیا حاجت ہو سکتی ہے؟ اسطرح پر کوئی دلیل اللہ تعالےٰ کی ہستی پر انکے ہاتھ میں نہیں ہے اور جب تک اس کی ہستی پر کوئی دلیل نہو کس طرح کوئی مان لے کہ وہ ہے ماسوا اسکے ان لوگوں کا یہ بھی اصول نہیں کہ خدا رحم کرنے والا ہے۔ ہر شخص کی اس ہستی پر توجہ ہوتی ہے جسے رحیم۔ کریم اور فیاض تسلیم کرے لیکن انہوں نے یہ مانا ہے کہ بغیر کرموں کے پھل کے اور کچھ عطا ہی نہیں کر سکتا۔ اگر کرموں پر ہی سارا مدار ہے تو اس خدا پر کیا بھروسہ اور کیا امید جسکا ذرہ بھر بھی احسان نہیں ہے۔ یہ تمام امور ہیں۔ جب انسان انکو بنظر غور دیکھتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ سوائے اسلام کے دوسروں میں سچی ہدایتیں نہیں ملتی ہیں + ماسوا اسکے ایک اور بڑی بات قابل غور ہے کہ اسلام میں بہت بڑی خاصیت یہ ہے کہ انسان جس مطلب کے لئے بنایا گیا ہے وہ اسلام کے سوا حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ کیا ہے؟ یہ کہ خدا کی محبت بڑھے اور اسکی معرفت ترقی کرے۔ جس سے وہ ایک کامل شوق ذوق کے ساتھ اسکی عبادت کرے لیکن یہ مطلب کبھی پورا نہیں ہو سکتا جب تک تعلیم اور ہدایت کامل نہو اور پھر اس تعلیم اور ہدایت پر عمل کرنے کے جو نتائج اور ثمرات ہیں انکا نمونہ موجود نہو۔ جسکو دیکھکر معلوم ہو کہ **خدا قادر خدا** ہے۔

یہ ساری باتیں اسوقت سمجھ میں آتی ہیں جبکہ

انسان پر غور مطالعہ کرتا ہے۔ عقلمند اور سعید کے دل مین تو اللہ تعالےٰ خود ہی ایک واعظ پیدا کر دیتا ہے اور وہ اسلام اور دوسرے مذاہب مین اسی طرح امتیاز کر لیتا ہے جس طرح پر تاریکی اور نور مین کر لیتا ہے۔ لیکن بعض شخص ایسے ہوتے ہین کہ ان کے دل پر ایک مہر ہوتی ہے وہ حقیقت تک پہونچنے کی سعی نہین کرتے بلکہ بیہودہ اعتراض کرتے ہین۔ سعادت خدا تعالےٰ کی عطا اور بخشش ہے کوئی شخص جب تک **روح حق اور راستی** سے مناسبت نہین رکہتا اس طرف آ نہین سکتا۔ اور یہہ خدا کے فضل پر موقوف ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اعمال سے شناخت ہو سکتا ہے کہ کونسا مذہب سچا ہے تو وہ لوگ جو رہزنی اور قزاقی کرتے ہین انسے پوچھا جاوے تو وہ اسکو مکروہ خیال نہین کرتے بلکہ ایک شکار سمجھتے ہین اسیطرح اور لوگ جو فسق و فجور مین مبتلا ہین وہ برا نہین سمجھتے یہ کوئی بات نہین ہے اصل یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور فیض کے برکات اور انوار ساتھ ہون۔

غرض **اول** یہہ ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ کے متعلق غور کرے اور سمجھے سب سے اول اسیکا **فرض** ہے اور یہ سمجھ ملنا اسکے فضل پر موقوف ہے پھر **دعا** کرے اور نیک صحبت مین رہے اور یہی خیال کرے کہ عمر کا کوئی اعتبار نہین۔ بعض لوگ اس انتظار مین رہتے ہین۔ کہ فلان وقت اس نیکی کو کر لین گے۔ مگر وہ اس انتظار ہی مین رہتے ہین اور موت آ جاتی ہے اسلئے نیکی کے اختیار کرنے مین دیر نہین چاہئے۔

دربار شام (۱۰ اگست ۱۹۰۵ء)

> حضرت مخدوم الملتہ نے عرض کی کہ ولایت کے ایک اخبار نے مضمون لکہا ہے کہ اسلام مہذب اقوام مین کامیاب نہین ہوا چنانچہ ہندوستان مین آٹھ صدیون سے کچھ بھی ترقی نہین ہوئی اس پر آپ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ (ایڈیٹر)

تہذیب کا لفظ ان کے نزدیک خاص ہے اور وہ معنے اس کے انکی اپنی ایجاد ہے۔ **آسمانی تہذیب** تو اور ہے جس مین ایمان۔ تقوےٰ دیانت۔ صلاحیت اور نیک کرداری شامل ہے مگر انکے نزدیک دنیا کے جوڑ توڑ ہر قسم کے مکر و فریب کا نام تہذیب ہے یہہ تہذیب انکے ہی نصیب رہے ہم اسکو لینا نہین چاہتے۔ چند بیہودہ رسوم و عادات کا نام جو اخلاق سے گری ہوئی ہین تہذیب نام رکھتے ہین۔ اور خدائی رسوم و ادب کی توہین اور استخفاف کرتے ہین حالانکہ ان رسوم و عادات کے نتائج اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہین جن سے سوسائٹی مین امن۔ اخلاق اور نیک اعمالی پیدا ہوتی ہے۔ اپنی رسوم و عادات کو جنکے نتائج بد ہین پسندیدہ سمجھتے ہین۔

اس مقام پر مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کی کہ سید احمد خان صاحب نے ایک مضمون لکہا تہا کہ **سویلیزیشن** (تہذیب) کا مترادف عربی زبان ہی مین نہین۔ مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے بیان کیا کہ مسٹر بیک نے ایک مرتبہ علی گڈھ کالج کے طلبا کے سامنے تہذیب پر لکچر دیا جسکا خلاصہ یہ تہا کہ اگر تم راستہ مین چلو تو لیڈی تمہارے دائین طرف ہو اور اگر کوئی تار وغیرہ آ جاوے تو اسکو پاؤن سے دبا کر لیڈی کو آرام سے گذرنے دو۔ کہانا کہاؤ تو اپنی بیوی کے ساتہہ نہین بلکہ تمہاری بیوی کسی اور کے ساتہہ کہائے اور تم کسی غیر کی بیوی سے۔ الاآخرہ ایڈیٹر۔

فرمایا یہہ تہذیب انکو ہی مبارک ہو۔ قرآن شریف نے ہی سچی تہذیب دنیا کو سکہائی ہے یہہ **تہذیب** وہ ہے جس سے **انسانیت** آتی ہے اور انسان اور حیوان کے درمیان مابہ الامتیاز حاصل ہوتا ہے اور پہر سچے اور جہوٹے مذاہب کے درمیان مابہ الامتیاز عطا ہوتا ہے۔ اگر یہ تہذیب کسی کو نہین ملی تو اسے تہذیب سے کوئی حصہ ہی نہین ملا۔ یہہ دنیا کے کیڑے ہین **اباحت** سے ملی ہوئی باتون کا نام **تہذیب** قرار دیتے ہین۔

خدا تعالےٰ نے جس تہذیب کے پہیلنے کا ارادہ فرمایا ہے اسے اب کوئی روک نہین سکتا جیسے جب کوئی بڑا بہاری سیلاب آتا ہے تو اسکے آگے کوئی بند نہین لگا سکتا۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ کا ارادہ اس سیلاب سے بہی بڑہ کر زبردست ہے کون ہے جو اس کے آگے بند لگائے؟ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دنیا مین سچی تہذیب اور روحانیت پہیلے اور یہ اس کے بالمقابل عیسائیت کے گندے خیالات پہیلانا چاہتے ہین۔ اب خدا تعالےٰ سے انکی **لڑائی** ہے معلوم ہو جاویگا کہ اسکا **انجام** کیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا وہی خدا ہے جسنے زمین و آسمان بنایا ہے وہ چاہے تو نئے سر سے اس زمین و آسمان کو بنا سکتا ہے۔ اب اسی کا کام ہے کہ وہ دنیا پر اثر ڈالے۔

ہم جو کوشش کر رہے ہین یہہ تو گویا بچون کا کہیل ہے ہمین کیا مقدرت ہے کہ لوگون مین سچائی کی روح پہونکین اور انمین حقیقی اتحاد اور یگانگت پیدا کر دین نہ کیفیت اور کمیت اس اتحاد کی پیدا کر سکتے ہین۔ نہ ایک وجود بنا سکتے ہین۔ یہہ صرف خدا ہی کا کام ہے۔ جیسے پہلے بہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین یہ کرشمہ دیکہا یا چنانچہ فرمایا

لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبہم —

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اگر تو جو کچہہ زمین مین ہے۔ خرچ کرتا تب بہی وہ محبت و الفت جو ہم نے صحابہ مین پیدا کر دی ہے نہ کر سکتا حقیقت مین یہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ جیسا پہلے اللہ تعالےٰ نے کیا اب بہی اسی کے فضل سے امید ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ جس قوم مین اللہ تعالےٰ کے ارادہ سے روح نہین پہونکی جاتی اور جسکا نشو و نما خود اسی کے ہاتہہ سے نہین ہوتا جیسے باغبان ایک پودے کی خبر گیری کرتا ہے اور وہ اس کی نگرانی مین پرورش پاتا ہے اسوقت تک اس قوم مین بہتری اور ترقی کے آثار پیدا نہین ہوتے۔ اگر عارضی طور پر اس مین **وحدت** بہی ہو جاوے تو چند روز کے بعد وہی تفرقہ اور پریشانی آ جاتی ہے۔ یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہین اسی قیاس پر ہماری جماعت کو سمجہتے ہین جیسے برہمو وغیرہ فرقون کو سمجہتے ہین اسی طرح اس فرقہ اور قوم کو سمجہتے ہین کہ یہہ بہی کسی شخص کی خیالی تجویزون کا نتیجہ ہے مگر مین جانتا ہون کہ **خدا نے اس سلسلہ کو قایم کیا ہے** اور اسی کے فضل سے اسکا نشو و نما ہو رہا ہے اصل یہ ہے کہ جب تک خدا تعالےٰ کا ارادہ نہو کوئی قوم ترقی نہین کر سکتی اور نہ اسکا نشو و نما ہو سکتا ہے لیکن جب اللہ تعالےٰ کسی کے لئے چاہتا ہے تو وہ قوم بیج کیطرح ہوتی ہے جیسے قبل از وقت بیج کے نشو و نما اور اسکے آثار کوئی نہین سمجہہ سکتا۔ اس قوم کی ترقیون کو بہی محال اور ناممکن سمجہتے ہین ہماری جماعت اگر بیس پچیس لاکہہ ہو کر پہر اسکی ترقی ٹہیر جاوے تب بہی کچہہ نہین پہر بہی یہ سلسلہ کی حقانیت کی دلیل نہین ٹہیرتی اسلئے ضروری ہے کہ یہہ **ساری زمین پر پہیل جاوے اور مقدار اور حجت کے رو سے غالب ہو جاوے**۔ کیونکہ یہہ خدا کے بغیر کب ہو سکتا ہے یہ اسی کے کام ہین اور وہی کریگا۔

مین یقینًا جانتا ہون کہ سب سے بڑا **معجزہ** یہی ہوتا ہے کہ جسکو اسنے بہیجا ہے اسکی **علت غائی** باطل نہو۔ اور مامور کی یہی علت غائی ہوتی ہے میرے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہزارون ہی لاکہون معجزہ ہین لیکن آپ کا یہ معجزہ بڑا ہی زبردست ہے آپ نے

جو دعویٰ کیا تہا وہ کر دکہایا

جیسے ایک طبیب دعوےٰ کرے کہ مین **حاذق طبیب** ہون اور پہر اسے دعوے کو مریضون کی صحت اور تندرست ہونے سے ثابت کر دکہائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچہہ اپنے دعوےٰ کے موافق کر دکہایا اسکی تو کوئی نظیر ہی نہین ملتی۔ عرب جیسی جاہل اور خونی قوم جو کبہی کسی کی بات مان ہی نہین سکتی تہی کیا کوئی اس قوم کی نسبت خیال کر سکتا تہا کہ یہ قوم باہم متحد ہو گی۔ اور خدا تعالےٰ سے ایسا قوی تعلق پیدا کر لینگے کہ باوجودیکہ یہ فرعون سیرت ہین لیکن اسکی اطاعت مین ایسے محو اور فنا ہو گئے کہ **جان عزیز** کو بہی اسکی راہ مین دیدین گے عذر کرو کہ کیا یہ آسان امر تہا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ عظیم الشان کامیابی ہے ایک ایسی قوم مین ایسی محبت الٰہی کا پیدا کر دینا کہ وہ مرنے کو طیار ہو جائین خود آپ کی اعلےٰ درجہ کی **قوت قدسی** کو ظاہر کرتا ہے۔

مین دیکہتا ہون کہ لوگ بیعت مین تو داخل ہوتے ہین لیکن ذرا سا بوجہہ پڑ جاوے تو ابتلا مین پڑ جاوین مگر صحابہ مین کیسی کشش تہی کہ مال اور آبرو تو کیا چیز سب سے بڑہ کر جان ہے وہ بہی انہون نے دیدی۔ اگر کوئی کشش نہ تہی تو اس درجہ تک وہ کیونکر پہونچے؟ — دوسری طرف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی حالت سے جب مقابلہ کرتے ہین تو تعجب ہوتا ہے گویا انمین کچہہ بہی کشش نہ تہی۔ پطرس نے آخری وقت پر جو مدد کا وقت تہا انکار کر دیا اور یہودہ نے بیچ ڈالا باقی بہاگ گئے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ کامل کشش نہ تہی۔ کامل نبی مین ایک کامل کشش اور جذب ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنا جذب انمین رکہدیتا ہے مکّہ کی زندگی ابتلاؤن سے بہری ہوئی تہی مگر وہ کمزور جماعت ہر قسم کے مصائب شداید کو برداشت کرتے رہے اور جب انہین ایک بڑی جماعت کا مقابلہ کرنا پڑا تو اس سے بہی نہین گہبرائے اور نہ پیچہے ہٹے۔ غرض جس قسم کا ابتلا انپر آیا۔ بڑی دلیری اور خوشی کے ساتہہ اسکا مقابلہ انہون نے کیا۔ مین یقینًا جانتا ہون کہ ان کی نہ اول نظیر پائی جاتی ہے نہ بعد مین۔ انہون نے **بیعت** کے مفہوم کو خوب سمجہا اور اپنے عمل سے اسے ثابت کر دکہایا ہان اللہ تعالےٰ چاہے تو ہر ایک وقت مین ایسا ہو سکتا ہے مولوی **عبد اللطیف** (رضی اللہ عنہ) نے بہی ایسا کامل نمونہ دکہایا۔ ان نمونون سے دوسرون کو بڑا فایدہ

ہوتا ہے جس سلسلہ میں کوئی نمونہ نہو وہ سلسلہ قابل تعریف نہیں ہو سکتا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایسا نمونہ دکھایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی بڑی تعریف کی ہے

منھم من قضٰی نحبہ ومنھم من ینتظر کیسے عمدہ الفاظ میں ظاہر کیا کہ وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کو طیار تھے اصل بات یہ ہے کہ صحابہ کی تعریفیں اگر قرآن شریف کی مختلف آیات سے جمع کی جاویں تو وہ ایک عجیب اسوہ حسنہ بعثت کے مفہوم کے لئے عجیب مخلوق تھی جسے اللہ تعالیٰ نے کو مقدم کر لیا تھا بنی اسرائیل میں شہرت یافتہ دو ہی نبی تھے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام دوسرے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان دونوں میں سے کسی کے صحابہ کا ذکر کر کے طبیعت خوش نہیں ہوتی حضرت موسیٰ کی قوم انکو ہی سنگسار کرنے کو آمادہ ہو جاتی تھی اور اکثر ان کے ساتھ جھگڑتے اور انکار کر دیتے تھے۔ وہ سرکش اور کج طبع قوم تھی۔ اور حضرت عیسیٰ کے صحابہ کا وہ حال تھا جو میں نے ابھی بیان کیا کہ آخری وقت انکار کر دیا۔

اس تقریر کے بعد صحابہ کرام کے اس محبت و اخلاص کا ذکر فرماتے رہے جو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رکھتے تھے اسی ضمن میں یہ ذکر آ گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر وہ کسقدر بے قرار ہو گئے تھے۔ انہیں قرار نہیں آیا جب تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھکر سب انبیاء علیہم السلام کی وفات پر اجماع نہ کرا لیا۔ فرمایا یہہ کیا ہی مبارک اجماع تھا اگر یہ اجماع نہ ہوتا تو بڑا بھاری فتنہ اسلام میں پیدا ہوتا۔ اسلام میں سب سے پہلا اجماع

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔

ہی پر ہوا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی کا منشاء تو اس صدمہ ہی کو دور کرنا تھا۔ اور وہ مرگ یاران جشنے دارد ہی سے دور ہوتا تھا۔ اگر اس آیت کے استدلال میں حضرت مسیح کو مستثنےٰ کیا جاتا تو صحابہ کے درد کا کیا علاج ہوتا؟ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسیح سے کم درجہ پر تھے جو زندہ نہ رہتے۔ قد خلت کے معنے تو خود اسی آیت میں افان مات او قتل نے کر دئے ہیں کیا اس میں رفع

بجسد العنصری بھی کہیں لکھا ہے؟ غرض جسطرح پر کسی کی قوت شامہ ماری جاوے تو اسے خوشبو کا حاسہ نہیں رہتا۔ اسیطرح پر ان لوگوں کی ایمانی قوت شامہ مر گئی ہے جو مسیح کو زندہ آسمان پر لے جاتے ہیں اگر یہ عقیدہ صحیح ہے تو پھر حالت بہت خطرناک ہے یہی عقیدہ انکی خدائی کی پہلی اینٹ قرار دیا گیا ہے

(اسکے بعد موجودہ گرد و غبار جو آسمان پر چھایا ہوا ہے اس کا ذکر ہوتا رہا۔ فرمایا یہ سب کچھ ہمارے لئے ہی نشان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا متولی اور متکفل ہے ہمیں کیا غم ہے۔)

دربار شام (۱۱ اگست ۱۹۰۵ء)

حضرت حکیم الامتہ کا بچہ عبد القیوم بیمار تھا گذشتہ شب کو اسے تکلیف تھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اسکا حال پوچھ رہے تھے اسی ذکر میں حضرت حکیم الامتہ نے کہا کہ میں اس سوال پر سوچتا تھا کہ آریہ جو اعتراض کرتے ہیں کہ بچوں کو دکھ یا تکالیف انکے پچھلے جنم کا نتیجہ ہے۔ اس تحریک پر حضرت اقدس نے ذیل کی تقریر بیان فرمائی۔ ایڈیٹر۔

یہہ تو بالکل بیہودہ عقیدہ ہے۔ اول تو یہ بھی قابل غور امر ہے کہ آیا بچے اسقدر تکلیف محسوس بھی کرتے ہیں یا نہیں جسقدر ماں باپ محسوس کرتے ہیں کیونکہ حس بھی عقل ہی کے ساتھ بڑھتی ہے اور علاوہ بریں بچہ بھی جو بہشت میں داخل ہوگا۔ تو کسی حق ہی سے ہوگا۔ اسلئے اس قسم کی تکالیف اٹھاتا ہے۔

تکالیف اور مصائب کا فلسفہ اصل بات یہ ہے کہ انسانی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ زد و کوب ہی سے درست ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت انسان کی تکمیل چاہتی ہے اور خود عبودیت کا بھی تقاضا ہے کہ کسی نہ کسی طرح تکمیل کرے۔ اسلئے منجملہ تکمیل کی صورتوں کے ایک شدائد اور مصائب بھی ہیں۔ انبیاء علیہم السلام جو بالکل معصوم اور مقدس وجود ہوتے ہیں وہ بھی تکالیف اور شدائد کا نشانہ بنتے ہیں اور ایسے مصائب انپر آتے ہیں کہ اگر کسی اور پر آئیں تو وہ برداشت بھی نہ کر سکے ہر طرف سے ان کے دشمن اوٹھتے ہیں کوئی باتوں سے دکھ دیتا ہے کوئی حکام وقت کے ذریعہ تکلیف دینے کا منصوبہ کرتا ہے کوئی قوم کو اسکے برخلاف اکساتا ہے غرض ہر پہلو کو اسکو تکلیف دی جاتی ہے اور ہر طرح کی بے آرامی

اور حزن و غم انپر آتا ہے باوجود اسکے ان ساری باتوں کا کچھ بھی اثر انپر نہیں ہوتا اور وہ پہاڑ کیطرح جنبش نہیں کرتے کیا اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ گنہ گار ہیں؟ ہرگز نہیں اگر کوئی ایسا خیال کرے تو اس سے بڑھ کر بیہودگی اور کیا ہوگی؟ بچوں کی تکالیف کا مسئلہ انبیاء علیہم السلام کے مسئلہ سے خوب حل ہوتا ہے۔ معصومیت کے لحاظ سے بچے سمجھ لو۔ یہہ مصائب عبودیت کی تکمیل کے لئے ہیں اور عالم آخرت کے لئے مفید ہیں۔ اگر ایسی حالت ہوتی کہ مرنے کے بعد بچے کی روح مفقود ہو جاتی تو بھی اعتراض کا موقع ہوتا لیکن جبکہ جاودانی عالم اور ابدی راحت موجود ہے تو پھر یہ سوال ہی کیوں ہے؟ اگر یہ سوال ہے کہ بغیر تکلیف کے اس ابدی راحت میں داخل کر دے تو پھر کہیں گے کہ معاصی کا بکھیڑا کیوں ہے؟ اس کے ساتھ بھی داخل کر سکتا تھا اسکا جواب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں غنی بے نیاز ہے۔ انسان کو نجات اور ابدی آسایش کے حصول کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیئے۔

جب تک وہ تکالیف اور شدائد نہیں اٹھاتا راحت اور آسائش نہیں پا سکتا۔ یہہ شدائد دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو انسان خود مجاہدات کرتا ہے اپنے نفس کے ساتھ جنگ کرتا ہے اور اسطرح پر اکثر تکالیف میں سے ہو کر گذرتا ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ قضا و قدر خود اسپر کچھ تکالیف نازل کر دیتی ہے اور اس ذریعہ سے اسے صاف کرتی ہے۔ اس طریق میں بچے اور انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ ہوتے ہیں وہ بے گناہ اور معصوم ہوتے ہیں اسپر بھی مصائب اور شدائد انپر آتے ہیں وہ محض انکی تکمیل اور ان کے اخلاق اور صدق و وفا کے اظہار کیلئے۔ انسان کے لئے سعی اور مجاہدہ ضروری چیز ہے اور اسکے ساتھ مصائب اور مشکلات بھی ضروری ہیں۔

لیس للانسان الا ما سعی

جو لوگ سعی کرتے ہیں وہ اسکے ثمرات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح پر جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں اور نفس کی قربانی کرتے ہیں انپر الٰہی قرب و انوار و برکات اور قبولیت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور بہشت کا نقشہ ان پر کھولا جاتا ہے۔

یہہ لوگ اس راہ سے بے خبر ہیں اور ان انعامات سے بے بہرہ اسلئے ایسے گندے اور بیہودہ اعتراض کرتے ہیں انکے ہاں تو نجات کسی کو ملتی ہی نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ تناسخ مان بیٹھے ہیں۔

ہم یقین رکھتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ اس عالم کی تکالیف کا اجر دوسرے عالم میں ملتا ہے جسطرح پر انبیاء و رسل کو ملتا ہے اسی طرح پر دوسرے لوگوں کو ملتا ہے سنت اللہ یہی ہے اور انسانی تکمیل کی ضروری تھی تا کہ وہ خدا تعالیٰ کا ہمسر نہ ہو ہاں بعد تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے مظہر تجلیات الٰہیہ ہو تا ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مصائب اور شدائد اٹھائے اور بہت سی ماریں کھائے یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ اسکی سچائی تجربہ سے ثابت ہو رہی ہے۔ پس جب ایک واقعہ تجربہ سے ثابت ہو جاوے تو اسپر بحث فضول ہے۔

فرمایا تناسخ کی دلیل میں جو امیر اور مفلس کا تفاوت پیش کیا جاتا ہے یہہ بھی ایک بیہودہ بات ہے اس لئے کہ غنی کے لئے زکوٰۃ اور صدقات رکھے ہیں کہ وہ ادا کرے اور مفلس کے لئے صبر رکھا ہے اور دونوں کے لئے اجر ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے کسی نے دو چار کوس کا راستہ طے کرنا ہو ایک شخص کے پاس تو عمدہ عمدہ کھانے ہوں اور دوسرے کے پاس ستو ہی ہوں دونوں ہی اس راستہ کو طے کر لیں گے اور منزل مقصود پر جا کر اپنے اعمال کے موافق فائدہ اٹھائیں گے۔

تناسخ پر تو اسقدر اعتراض ہوتے ہیں کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک طرف تو یہہ لوگ ناطہ رشتہ میں دور دراز کے گوتوں اور ذاتوں کا لحاظ کرتے ہیں دوسری طرف اگر ایک بچہ کی ماں یا بہن اس کی چھوٹی عمر میں مر جاوے اور کسی دوسری جگہ جنم لیکر اسکے ساتھ بیاہی جاوے تو اس کے روکنے کا کیا انتظام ہے اور پھر تناسخ کے لئے یہ بھی ضروری ہوگا کہ جرائم کے انواع بھی تجویز کریں کیونکہ جس کثرت سے کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہیں یہ سب جرائم ہی کی وجہ سے ہونگے؟ اور پھر ہر جون کا گناہ الگ چاہیئے۔ اس قسم کے بہت سے اعتراض اس مسئلہ پر وارد ہوتے ہیں۔

دربار شام (۱۳ اگست ۱۹۰۵ء)

ایک نو مسلم صاحب رحیم آباد سے آئے ہوئے تھے حضرت حکیم الامتہ نے انکی زبانی بیان کیا کہ وہ پنڈت دیا نند صاحب کیساتھ سات سال تک رہے ہیں۔ پھر خود نو مسلم صاحب نے بیان کیا کہ میں نے ویدوں کو اپنشد سے پڑھا ہے۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

واسلام نے پوچھا کہ آپ کے قبول اسلام کی کیا تقریب ہوئی۔ جواباً کہا کہ اصل تو آپ کی پیشگوئیوں پر میری نظر تھی اور اسکے بعد **دلپدیا** کے مباحثہ میں مجھ پر اسلام کی سچائی واضح ہو گئی اور میں مسلمان ہو گیا۔

اس کے بعد انہوں نے سوال کیا کہ **معراج** کے متعلق حضور کی کیا رائے ہے کیا وہ جسمانی تھا یا روحانی؟ اسکے جواب میں حضرت اقدسؑ نے ذیل کی تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر۔

فرمایا جب تک انسان بے خبر ہوتا ہے اسکی باتیں نری اٹکلیں ہی ہوتی ہیں۔ ایسا ہی معراج کے متعلق لوگوں کا حال ہے وہ اسکی **حقیقت** اور **اصلیت** سے بے خبر ہیں ہم تو **معراج** کو بالکل بیداری تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں ایک بیداری دنیا داروں کی ہے اور ایک بیداری عارفوں صادقوں نبیوں اور خدا رسیدہ لوگوں کی بیداری ہوتی ہے اور ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور تمام صادقوں اور عارفوں کے سردار ہیں۔ اس لحاظ سے یہ مرتبہ بھی آپ کا سب سے بڑھا ہؤا ہے۔ **معراج** ایک کشفی معاملہ تھا۔ یہہ بھی یاد رہے کہ کشف دو طرح کا ہوتا ہے ایک کشف ایسا ہوتا ہے کہ اس میں غیبت حس زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرا کشف ایسا ہوتا ہی کہ وہ بالکل بیداری کے رنگ میں ہوتا ہے اور در اصل ہوتی ہی بیداری ہے اس قسم کے **کشف** کو خواب کبھی کہہ ہی نہیں سکتے بلکہ ایسے کشف کو خواب کہنا ایسی غلطی ہے جیسے کوئی دن کو رات کہدے۔

اس حالت کشف میں صاحب کشف وہ دیکھتا ہی جو دوسرے نہیں دیکھ سکتے اور وہ اسرار مشاہدہ کرتا ہے جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتے۔ اس بیداری میں (جو عام لوگوں کی حالت ہوتی ہے) اس بیداری کے مقابلہ میں صدہا پردے اور حجاب ہیں۔ اگر اس کو اندھا کہیں تو زیادہ مناسب ہے اور اگر بہرہ کہیں تو موزوں ہے۔ لیکن اس کشفی بیداری میں اعلیٰ درجہ کی بینائی اور شنوائی عطا ہوتی ہے۔ جس میں صاحب کشف وہ حالات دیکھتا ہے جو کسی نے نہ دیکھے ہوں اور وہ باتیں سنتا ہے جو کبھی نہ سنی ہوں پس اسی قسم کی بیداری کے ساتھ وہ **معراج** تھا اور ایک لطیف اور روحانی جسم کے ساتھ تھا۔

انسان کے جسم دو ہیں **ایک زمینی** اور دوسرا آسمانی جسم ہے۔ **زمینی جسم** کے متعلق قرآن شریف میں آیا ہے

الم نجعل الارض کفاتا

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج جس جسم کے ساتھ ہؤا وہ آسمانی جسم تھا وہ معراج قابل تعریف نہیں جو عوام مانتے ہیں چونکہ ہر شخص اپنی حد تک بات کرتا ہے پھر اس حد تک ہی کہتا ہے جو کہیں تک محدود ہو کم علم اپنی حد تک اسی طرح یہہ لوگ چونکہ اس حقیقت سے محض نا آشنا اور ناواقف تھے انہوں نے یہانتک ہی اس راز کو سمجھا لیکن خدا تعالےٰ نے مجھ پر اس کی حقیقت کہولدی ہے اور عوام اس سے محض ناواقف ہیں اسلئے اعتراض کرتے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ یہ ایسا کشفی رنگ تھا کہ اسکو ہرگز خواب نہیں کہ سکتے یہہ سچی بیداری تھی جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ کمال حاصل ہؤا۔ اور یہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کامل درجہ کا **تقدس** اور تطہر نہو۔

اس تقریر کو سنکر شیخ عبد الحق صاحب (یہہ اس نو مسلم کا نام ہے) نے کہا یہہ تو بالکل سچ ہے افسوس یہ مخالف مولوی منبروں پر چڑھ کر کہتے ہیں کہ وہ معراج کے ہی منکر ہیں۔ اسپر پھر حضرت اقدس نے سلسلہ تقریر شروع کیا۔ ایڈیٹر۔

فرمایا۔ جو کچھ اسلام کا زیور تھا جسپر **اسلام** کو ہمیشہ ناز تھا اور جو اسلام اور دوسرے مذاہب میں مابہ الامتیاز تھا اس سے اس سے یہ لوگ بالکل بے خبر ہیں۔ اسلام کے سوا جسقدر مذاہب دنیا میں موجود ہیں انکی یہ حالت ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے محبوب کی بڑی تعریف کرے لیکن ساتھ ہی یہہ بھی کہدے کہ ہاں ایک آنکھ اسکی نہیں اور دوسرا ساری ہی تعریفیں کرنے کے بعد کہدے کہ اس کی شنوائی نہیں یا ایک ٹانگ نہیں غرض کوئی نہ کوئی نقص ضرور مانتے ہیں پورے طور پر کامل محبوب تسلیم نہیں کرتے۔ **اسلام** میں یہ خوبی ہے کہ اس نے احسن طور پر خدا تعالےٰ کو دکھایا ہے اور کبھی انسان شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ جس قسم کا خدا انسانی فطرت تقاضا کرتی ہے وہ ایسا ہی اسلام میں پائیگی۔ کوئی نقص اور کمزوری اس میں نہیں ہے۔ **اسلام** ایسا مذہب ہے جو ایک ہی **زندہ** اور ابدی مذہب ہے کیونکہ اسکی تاثیرات اور پہل ہمیشہ تازہ بتازہ موجود رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے مخالف علماء اسلام کی عام خوبیاں تو بیان کرتے ہیں کہ وہ توحید کی تعلیم دیتا ہے لیکن ایک اعلےٰ درجہ کی خوبی کا انکار کرتے ہیں۔

ایسا تو ایک برہمو بھی کر سکتا ہے فرض کرو اگر ایک برہمو کہے کہ بے شک لا الہ الا اللہ کی تعلیم عمدہ ہے اور میں بھی مانتا ہوں۔ خدا تعالےٰ کی صفات بھی مانتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ کی قدرتوں پر ایمان لاتا ہوں اور تمہاری طرح ہم بھی تناسخ کے نقص بیان کرتے ہیں اور اسکی تردید کرتے ہیں۔ باوجود ان باتوں کے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کرتا ہے۔ تو کیا اسکی اتنی باتیں قابل قدر ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں اسلئے کہ اسلام کی جو اعلےٰ درجہ کی خوبی تھی وہ تو اسنے فروگذاشت کر دی۔ اللہ تعالےٰ کی ہستی کا **یقینی** ثبوت اور زندہ ثبوت تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہی تھی۔ جب اسے وہ نہیں مانتے تو معلوم ہوا کہ باقی جو کچھ ہے وہ بھی محض خیالی امر ہے۔ اسی طرح پر ہمارے مخالف علماء کی حالت ہو رہی ہے۔ وہ چیز جو **میں** دنیا کو دینی چاہتا ہوں وہ انکے پاس نہیں اور اس سے وہ غفلت کر رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ انسان جب تک اللہ تعالےٰ کی ہستی کو سمجھ نہیں لیتا اور **انا الموجود** ہونے کی آرزو نہیں سن لیتا **نفس امارہ** پر غالب نہیں آتا۔ اسلام کی اصلی غرض یہی تھی جو اب مفقود ہو چکی تھی۔ اسی کے احیا کے لئے **مجھے بھیجا گیا ہے**

یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں جسقدر کوئی کسی سے خوف کرتا ہے یا کسی کی طرف رغبت کرتا ہے وہ **معرفت کا ثمرہ** ہوتا ہے دیکھو اگر کسی کو یہہ معلوم ہو کہ اس سوراخ میں سانپ ہے تو وہ کبھی اس میں ہاتھ نہیں ڈالتا بلکہ رات کے وقت اس مکان میں بھی داخل نہ ہوگا ایسا ہی اگر معلوم ہو کہ یہاں **ایک خزانہ مخفی ہے** تو اس کیطرف التفات پیدا ہوگی۔ اندھیرے میں ایک چیز کو اگر بکرا سمجھتا ہے تو جب تک اسے بکرا سمجھتا ہے تو پاس کہڑا رہے گا لیکن یونہی جب یہہ خیال ہوگا کہ وہ **شیر** ہے پھر وہاں نہیں رہ سکتا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کی محبت اور خوف معرفت سے پیدا ہوتی ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی آدمی دانستہ زہر نہیں کہا سکتا سنکھیا خواہ شہد میں بھی ملا ہوا ہو پھر بھی کوئی اسے نہیں کہائیگا۔ کیونکہ جانتا ہے کہ اسکو ہلاک کرنے والی زہر ہے۔

لیکن اسی طرح پر **گناہ** بھی ایک **زہر** ہے جو انسان کی روح کو ہلاک کرتا ہے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ اگر خدا تعالےٰ کی **ہستی** پر ایمان رکھتا ہے تو پھر بڑی دلیری اور جرأت سے گناہ کیوں کرتا ہے؟ اگر اسے یہ معرفت ہو کہ کوئی محاسب بھی ہے تو اسقدر دلیری نہ کرے۔ یہہ دلیری اور جرأت **عدم معرفت** کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔

غرض اسلام اور دوسرے مذاہب میں جو امتیاز ہے وہ یہی ہے کہ اسلام **حقیقی معرفت** عطا کرتا ہے جس سے انسان کی گناہ آلودہ زندگی پر موت آجاتی ہے . . . . اور پھر اسے ایک نئی زندگی عطا کی جاتی ہے جو بہشتی زندگی ہوتی ہے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر قرآن شریف سے امراض صوری یا معنوی نہو تو اللہ تعالےٰ اس میں اور اسکے غیر میں **فرقان** رکھدیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ پر کامل یقین اور ایمان پیدا ہوتا ہے اسکی قدرتوں کے عجائبات وہ مشاہدہ کرتا ہے اسکی معرفت بڑہتی ہے اسکی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اسکو وہ حواس اور قوٰے دیئے جاتے ہیں کہ وہ ان چیزوں اور اسرار قدرت کو مشاہدہ کرتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھتے وہ ان باتوں کو سنتا ہے کہ اوروں کو اس کی خبر نہیں۔ اسی لئے فرمایا من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس جہان کے لئے انسان اسی عالم سے حواس لے جاتا ہے اسی جگہ سے وہ بصارت لے جاتا ہے جو وہاں کی اشیاء اور عجائبات کو دیکھے۔ اور یہاں ہی سے وہ شنوائی لے جاتا ہے جو سنے۔ گویا جو اس جہان میں وہاں کی باتیں دیکھتا اور سنتا نہیں وہ وہاں بھی نہیں دیکھ سکے گا۔

یہہ تھا مابہ الامتیاز اسلام اور دوسرے مذاہب کے درمیان جسکو میرے مخالف پیش نہیں کرتے۔ اور خدا تعالےٰ نے اسی **فرقان** کو دیکر مجھے بھیجا ہے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ جبکہ یہ مابہ الامتیاز ہے تو کیوں ہر شخص نہیں دیکھ لیتا اسکا جواب یہ ہے کہ **سنت اللہ** اسی پر واقع ہوئی ہے کہ یہ بات بجز مجاہدہ توبہ اور **تبتل تام** کے نہیں ملتی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا

یعنے جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کریں گے انہیں کو یہ راہ ملے گی۔ پس جو لوگ خدا تعالےٰ کے وصایا اور احکام پر عمل نکریں بلکہ اپنے اعراض کریں انپر یہ دروازہ کس طرح کہل جائے یہہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ یہاں ایک خزانہ مدفون ہے اور دس بارہ دن کی محنت کے بعد نکل سکتا ہے اور کوئی شخص محنت تو کرے نہیں اور یہ کہے کہ خزانہ مل جاوے کیونکر ملے گا؟ اسی طرح پر یہہ خزانہ اللہ تعالےٰ نے اسلام میں رکھا ہے لیکن اس خزانہ کی کلید احکام اور ہدایتوں پر عمل ہے۔ اسکی وصیت اور ہدایت پر عمل کرنا اور محض خدا کے لئے نفس کو روک رکھنا یہہ **کنجی** ہے اور اسلام ہی میں یہہ ملتی ہے۔

من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ

اسلام ایک چشمہ ہے اگر کوئی شخص اس پر جا بیٹھا

اور منہ لگا کر اس سے سیراب ہو کر نہیں پیتا تو اسکا اپنا قصور ہے اس چشمہ کا کیا قصور ہے؟ اگر کوئی شخص آفتاب کیطرف سے اپنے دروازے اور کھڑکیاں بند کر لیتا ہے تو ضرور ہے کہ اس کے گھر میں تاریکی آجاوے اس میں آفتاب کا کوئی قصور نہیں۔ اسلئے جب تک انسان سچا مجاہدہ اور محنت نہیں کرتا وہ **معرفت کا خزانہ** جو اسلام میں رکھا ہوا ہے اور جس کے حاصل ہونے پر گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہوتی ہے انسان خدا تعالے کو دیکھتا ہے اور اس کی آوازیں سنتا ہے اسے نہیں مل سکتا۔ چنانچہ صاف طور پر اللہ تعالے فرماتا ہے۔ .... **واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماویٰ**۔

یہہ تو سہل بات ہے کہ ایک شخص متکبرانہ طور پر کہدے کہ میں اللہ تعالے پر ایمان لاتا ہوں اور باوجود اس دعوے کے اس ایمان کے آثار اور ثمرات کچھہ بھی پیدا نہوں۔ یہہ نری لاف زنی ہوگی ایسے لوگ اللہ تعالے کی کچھہ پرواہ نہیں کرتے اور اللہ تعالے بھی ان کی پرواہ نہیں کرتا۔

اصل بات یہی ہے کہ یہہ دولت مجاہدہ اور محنت کے بغیر ہاتھہ نہیں آتی ہے اور ان راہوں پر چلنا سب کے لئے ضروری ہے یہانتک کہ انبیاء ورسل کے لئے بھی یہی راہ ہے انکو جو فتوحات دیگئی جاتے ہیں وہ اسی راہ سے ملتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام تو اس راہ میں فنا ہو جاتے ہیں اور وہی حالت ہوتی ہے جب ان سے معجزات صادر ہوتے ہیں وہ عام لوگوں سے بالکل نرالی قوم ہوتی ہے ہر شخص تو یہہ چاہتا ہے کہ لوگ اسکی تعریف کریں اسکی عزت اور شہرت ہو برخلاف اس کے انبیاء علیہم السلام اپنے نفس کو بالکل بھلا دیتے ہیں۔ اور وہ خدا تعالے ہی کی عزت اور عظمت کے بھوکے پیاسے ہوتے ہیں۔ خدا تعالے کی عظمت اور جبروت کے اظہار کے لئے وہ ہر قسم کی ذلت کے برداشت کرنے کو طیار ہو جاتے ہیں۔ وہ تمام دکھوں اور مصیبتوں کو برداشت کرتے ہیں مگر ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے ان کی ساری خواہشیں اور آرزوئیں اس ایک بات پر آکر ختم ہو جاتی ہیں کہ کسی طرح اہل دنیا خدا تعالے پر ایمان لادیں۔ انہیں سخت تکلیف پہونچتی ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ شرک اور خدا سے دور لوگ اپنے بتوں اور معبودوں کی ایسی تعریف کرتے ہیں جو خدا تعالے کی ہونی چاہئے۔ ایسا ہی وہ اسکو بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ لوگ ہر قسم کے فسق وفجور اور بداعمالیوں میں مبتلا ہو کر خدا تعالے کی طرف سے منہ موڑیں۔ ایسی صورت میں انکے دل پر قلق اور کرب کا استیلا ہوتا ہے پس جب انکے دکھوں اور تکالیف کا اندازہ حد سے گذر جاتا ہے تو اللہ تعالے یہہ گوارا نہیں کرتا کہ وہ اسطرح پر دکھہ اٹھائیں اسلئے وہ **کرامت** یا **نشان** ظاہر کرتا ہے۔

یہہ بھی یاد رکھو کہ راستباز دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو انبیاء ورسل یہہ تو اعلے درجہ کے راستباز اور **مقدس** وجود ہیں دوسری قسم کے وہ راستباز ہیں جو عام مومن ہوتے ہیں لیکن انمیں کچھہ نہ کچھہ بقایا نفس بھی موجود ہوتا ہے ان دوسرے درجہ کے لوگوں کو بھی اللہ تعالے کچھہ نہ کچھہ خوارق کا حصہ دیدیتا ہے۔ لیکن بڑے نشانوں کے مستحق وہی قوم انبیاء ورسل کی ہے جو کسی صورت میں بھی خدا تعالے کے غیر کا جلال نہیں دیکھہ سکتے ان کی مصیبت اور دکھہ اسلئے ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالے کے خلاف نہ دیکھہ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں۔ میرا ایمان یہی ہے کہ نوح علیہ السلام کا طوفان جو آیا اس طوفان سے پہلے ایک طوفان خود **نوح** پر بھی آیا تب وہ طوفان آیا جسنے لوگوں کو غرق کیا۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون غرق ہوا مگر اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے ایک سخت مصیبت دیکھی جو لوگوں کی نظر سے مستور تھی مگر وہ ایسی مصیبت تھی۔ کہ اسے انکا ہی دل برداشت کر سکتا تھا۔ اور ایسی بھاری مصیبت تھی جسنے یہ نمونہ غرق دکھایا۔ نوح علیہ السلام کا غم خیال کر دیکھا تنک پہونچا ہوگا جو خدا تعالے کا غضب اسطرح پر بھڑکا۔

یقیناً سمجھو کہ یہہ **قوم** ایک عجیب قوم ہوتی ہے لوگوں کے ہم وغم اپنے گھر کے دائرہ کے اندر رہتے ہیں بیوی بچوں کا غم ہوا۔ یا اپنی عزت و دولت کے لئے اور اس لئے خدا تعالے انکی پرواہ نہیں کرتا۔ لیکن اس قوم کے غموں کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف مخلوق کی ہمدردی انہیں ہم وغم میں مبتلا کرتی ہے دوسری طرف اللہ تعالے کی عظمت اور شان بلند کے لئے گڑھتے ہیں۔ اور یہہ بات تکلف یا بناوٹ سے پیدا نہیں ہوتی انکی فطرت ہی اس قسم کی بنی ہوئی ہوتی ہے اس قوم کو اس رنگ میں گویا آگ لگی ہوئی ہوتی ہے۔

ایسی حالت میں اللہ تعالے گوارا نہیں کرتا کہ وہ غم میں مرجاویں وہ دیکھتا ہے کہ انکا غم محض اسکے لئے ہے انسے اگر پوچھا جاوے کہ وہ کیوں اسقدر غم کھاتے ہیں تو بتلا نہیں سکتے۔ کیونکہ انکے **تعلقات ذاتیہ** ہوتے ہیں اور خدا تعالے کی عظمت کے اظہار کے لئے وہ طبعی طور پر بیقرار ہوتے ہیں۔ اور اس میں انکے نفس کا کچھہ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ کامل نفوس کے تعلقات جو اللہ تعالے کے ساتھہ ہوتے ہیں وہ اس قسم کے ہیں کہ اگر بہشت و دوزخ بھی نہ ہو تب بھی وہ دور نہیں ہو سکتے ہر عرض انسان ہر کی کنہہ تک نہیں پہونچ سکتا کہ وہ اللہ تعالے کی عظمت وجبروت کے لئے کس کس قسم کے قلق وکرب میں رہتی ہیں۔ جب یہہ اضطراب حد سے بڑھ جاتا ہے تو پھر

آسمانی نشان

ظاہر ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ خدا تعالے بے پروا ہے اگر ساری دنیا اسکی حمد وستایش کرے اور کوئی بھی اس کے خلاف ورزی نکرے تو اسکی شان ربوبیت اور الوہیت میں کچھہ بھی زیادتی نہیں ہو سکتی اور نہ اس سے کوئی کمی واقع ہو سکتی ہے اگر سب کے سب فسق وفجور میں مبتلا ہو جائیں۔ مگر بات یہ ہے کہ جب ایک انسان اسکے لئے ہی کھینچا ہے تو آخر اسے اپنی **مستور ذات** کو ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ یہی بہتر ہے اس حدیث میں

کنت کنزا مخفیا فاجبت ان اعرف

اور یہ اسیوقت ہوتا ہے جب اللہ تعالے کے ماموروں اور مرسلوں کا **قلق۔ کرب** حد سے بڑھتا ہے انبیاء علیہم السلام کے مجاہدات کا انتہائی نتیجہ نہیں ہوتا کہ وہ اللہ تعالے کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں بلکہ دنیا پر بھی احسان کرتے جائیں کیونکہ اسے بھی دکھا دیتے ہیں۔

پس نرے چھلکے پر کفایت کر لینا کافی نہیں ہے ایسی متاع چوری جا سکتی ہے لیکن جو **متاع حقیقی** اسلام پیش کرتا ہے جو اس میں اور اسکے غیر دین میں ما بہ الامتیاز ہے اسے کوئی چرا نہیں سکتا۔ یہہ بات ہے جو ہم ہمیش کرتے ہیں کہ

خدا موجود ہے اور اسکے امتیازی نشان ظاہر ہوتے ہیں۔

اسلام کے ثمرات اب بھی ایسے ہی ہیں اگر کوئی ان پھلوں کو نہیں کھاتا تو اسلام کا کیا قصور طبیب اگر ایک نسخہ بتا دے اور کوئی اسے استعمال نکرے تو اس میں طبیب کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ اسلام میں یہہ ایسی **نعمت** ہے جو کسی اور دین میں نہیں مل سکتی اسی کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالے نے فرمایا **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی**۔ لیکن یہ نعمت نہیں مل سکتی **جب تک اسطرف قدم نہ اٹھاوے** اور افسوس کے ہمارے مخالف اس نعمت کی طرف متوجہ نہیں۔

دربار شام {۱۴ اگست ۱۹۰۵ء}

شیخ عبد الحق صاحب آریہ نو مسلم نے اجازت چاہی اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ پہلے دین اور پھر دنیا۔ دین کی تپش اور تلاش انسان کو مقدم ہونی چاہئے۔ اسپر انہوں نے ذیل کا سوال کیا اسکا جو جواب حضرت اقدسؑ نے دیا وہ بھی درج ہے۔ ایڈیٹر۔

سوال - اولوالامر سے کیا مراد ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ ہر ایک مولوی اولوالامر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی نہیں۔

جواب (از حضرت اقدسؑ) اصل بات یہ ہے کہ اسلام میں اسطرح چلا آیا ہے کہ اسلام کے بادشاہ جنکے ہاتھہ میں عنان حکومت ہے انکی اطاعت کرنی چاہئے وہ بھی ایک قسم کے اولوالامر ہوتے ہیں لیکن اصل اولوالامر وہی ہوتے ہیں جنکی زندگی پاک ہوتی ہے اور ایک بصیرت اور معرفت جنکو ملتی ہے اور وہ خدا تعالے سے امر پاتے ہیں یعنے **مامور الہی**۔

بادشاہوں کے پاس حکومت ہوتی ہے وہ انتظامی امور میں تو پورا دخل رکھتے ہیں لیکن دینی امور کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ سچے اولوالامر وہی ہیں جنکے اتباع سے معرفت کی آنکھہ ملتی ہے اور انسان معصیت سے دور ہوتا ہے ان دونوں باتوں کا لحاظ اولوالامر میں رکھو۔ اگر کوئی شخص بادشاہ وقت کی بغاوت کرے تو اسکا نتیجہ اسکے لئے اچھا نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس سے فتنہ پیدا ہوگا۔ اور اللہ تعالے فتنہ کو پسند نہیں کرتا۔ اسیطرح پر مامور کی مخالفت کرے تو سلب ایمان ہو جاتا ہے کیونکہ ان کی مخالفت سے لازم آتا ہے کہ مخالفت کرنے والا خدا کی مخالفت کرتا ہے۔

سوال پھر اسوقت جو مولوی ہیں کیا انکو اولوالامر سمجھیں؟

جواب - او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالے کسی کی آنکھہ نہ کھولے آنکھہ کھلتی نہیں۔ ان لوگوں نے **دین** صرف چند رسوم کا نام سمجھہ رکھا ہے حالانکہ دین رسوم کا نام نہیں ہے ایک زمانہ وہ ہوتا ہے جبکہ یہہ باتیں محض رسم اور عادت کے طور پر سمجھی جاتی ہیں۔ یہہ لوگ اسی قسم کے ہو رہے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جنکو نماز اور روزہ سکھایا گیا تھا انکا اور **مذاق** تھا وہ حقیقت کو لیتے تھے اور اسی لئے جلد مستفیض ہوتے تھے پھر مدت کے بعد وہی **نماز** اور روزہ جو اعلے درجہ کی طہارت اور خدا رسی کا ذریعہ تھا۔ ایک رسم اور عادت سمجھا گیا۔ پس اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اصل امر **دین** کو جو **مغز** ہے تلاش کرے **یاد رکھو** انسان کو اللہ تعالے نے **تعبد ابدی** کے لئے پیدا کیا ہے اسلئے اسکو چاہئے کہ اسی میں لگا رہے اس جہان کی جسقدر چیزیں ہیں۔ بیوی۔ بچے۔ احباب۔ رشتہ دار۔ مال ودولت اور ہر قسم کے املاک انکا تعلق اسی جہان تک

اس جہان کو چھوڑنے کے ساتھ ہی یہ سارے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں لیکن خدا تعالے سے تعلق اس جہان میں بھی اور اُس جہان میں بھی اس کی ضرورت ہے اس لیے سچا تعلق اسی کے ساتھ ہونا چاہیے۔ کیونکہ نجات ابدی اسی کے ساتھ وابستہ ہے جو خدا تعالے کی معرفت۔ محبت اور صدق و وفاداری کے تعلق پیدا کرنے سے ملتی ہے۔ یہان تک تو سب مذاہب متفق ہیں وہ نجات کا یہی ذریعہ سمجھتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ یہ باتیں حاصل کیونکر ہوں؟ یہی وہ مقام ہے جہان سے مذاہب کا تفرقہ شروع ہوتا ہے۔ اب جس مذہب نے حصول نجات کے عمدہ وسائل پیدا کئے ہیں اور جو مذہب تاثیر۔ اور جذب اور کشش اپنے اندر رکھتا ہے وہ سچا ہے لیکن جس مذہب کے اندر وہ تاثیر اور جذب نہیں جسکی عملی تاثیرون کا کوئی نمونہ پایا نہیں جاتا وہ خواہ خدا تعالے کو واحد ہی کہے لیکن جھوٹا ہے یہ توحید اسکی محض قال کے رنگ میں ہے حالی کیفیت اسمین پائی نہیں جاتی۔ حالی کیفیت تو اسوقت پیدا ہوتی ہے جبکہ غیر کا وجود بالکل نابود ہو جاوے اللہ تعالے ہی پر بھروسہ کرنے والا ہو اسی سے ہر ایک امید و خوف ہو۔ جب تک یہ بات عملی طور پر پیدا نہ ہو نرے قال سے کچھ نہیں بنتا مثلاً اللہ تعالے کو واحد سمجھتا ہے پھر دوسرے سے بھی تعلق رکھتا ہے تو توحید کہان رہی یا خدا تعالے کو رازق مانتا ہے مگر کسی دوسرے پر بھی بھروسہ کرتا ہے یا دوسرے سے محبت کرتا ہے یا کسی سے امید اور خوف رکھتا ہے تو اس نے واحد کہان مانا۔ غرض ہر پہلو سے اللہ تعالے کو واحد ماننے سے توحید حقیقی متحقق ہوتی ہے مگر یہ اپنے اختیار مین نہیں اللہ تعالے کے فضل اور اس کی ہستی پر کامل یقین سے پیدا ہوتی ہے۔

یک طرفہ خیال رفتہ رفتہ ضائع ہو جایا کرتے ہیں مثلاً ایک شخص خیال کرے کہ اس چوبارہ کے اندر آدمی ہے جب وہ بیدار ہوگا تو اسکو کھولے گا۔ لیکن جب اسپر دو دن چار دن مہینا دو مہینے یہانتک کہ کئی برس گذر جاوین اور کوئی آواز نہ آوے نہ کھڑکا ہو۔ تو آخر اسے اپنا اعتقاد بدلنا پڑیگا اور خیال پیدا ہونے لگے گا کہ اگر اسکے اندر کوئی آدمی ہوتا تو ضرور بولتا معلوم ہوا کوئی آدمی ہے ہی نہیں۔ اسی طرح پر خدا تعالے جو ان آنکھون سے پوشیدہ ہے اسکی بابت بھی طالب حق چاہتا ہے کہ اسکا پورا پتہ لگے تاکہ ایمان ترقی کرے۔ ضرور ہے کہ اسکی قدرتون کے عجائبات نظر آوین۔ اسکی آواز بھی سُنائی دے۔ اور اسکے سننے کا پتہ لگے۔ لیکن اگر کسی بات کا پتہ ہی نہیں چلتا تو پھر رفتہ رفتہ ایمان کمزور ہو کر انسان دہریہ ہو جائیگا۔

یہ تو سب اہل مذاہب مانتے ہیں کہ اللہ تعالے دیکھتا ہے اور ہماری دعائیں سنتا ہے مگر مین کہتا ہون کہ وہ جسطرح پر سنتا ہے کیا یہ ضرور نہیں کہ اسی طرح پر بولتا بھی ہو۔ اگر بولتا نہیں تو پھر اسکا سننا بھی باطل ہوگا اور پھر دوسرے صفات بھی باطل ہو جائینگے۔

آریہ بھی اتنا تو مانتے ہیں کہ وہ سنتا ہے لیکن جب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا وہ سنتا بھی ہے تو یہان اگر خاموش ہو جاتے ہیں تو پھر یہ کیونکر مان لیا جاوے کہ اسکے کان تو ہیں مگر زبان نہیں یہ تو ادھورا خدا ہوا۔

سچا معلم اور مذہب وہی ہو سکتا ہے جو خدا تعالے کی ہستی کا ثبوت دے۔ جو سننے کا ثبوت دیتا ہے وہ بولنے کا بھی دیتا ہے۔ اس معیار پر اگر صرف اسلام ہی ہے جو سچا ثابت ہوگا۔ آریہ کہتے ہیں کہ کسی قدیم زمانے میں بولتا تھا اب نہیں بولتا۔ مگر ہم کہتے ہیں اسکا کیا ثبوت ہے کہ پہلے بولتا تھا؟ ایسا ہی عیسائیون کا بھی حال ہے وہ بھی اسبات کا ثبوت نہیں دے سکتے کہ خدا بولتا ہے۔

ہاں

ہم کہتے ہیں کہ جسطرح خدا کو دیکھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ دیکھتا ہے اور سنتا ہے اسی طرح ہم یقین رکھتے ہیں اور اپنے تجربہ سے کہتے ہیں کہ وہ بولتا بھی ہے۔

یہ سچ ہے کہ اسکی آواز سننے کے لیے خود تمہارے کان بھی کھلے ہوئے ہونے چاہئیں اگر تم اپنے کان مین روئی دیدو گے تو ہرگز نہیں سن سکتے۔ یا آفتاب اور ماہتاب کے نور سے بھاگ کر کسی تہ خانہ مین چھپ جاؤ تو روشنی کیونکر آسکے گی۔ ہر چیز کے حصول کے لئے ایک قانون ہوتا ہے اگر کوئی اس قانون کو چھوڑ کر اور اس سے منحرف ہو کر اسے حاصل کرنا چاہے تو حاصل نہیں کر سکتا۔ مثلاً آنکھ کان مین جو قوتین ہین اگر ان سے کام نہ لے تو اثر نہیں رہتا اسی طرح پر خدا تعالے نے یہ قانون مقرر کیا ہے کہ انسان اول اپنے دل کو پاک کرے اور نفسانی خواہشون کی مخالفت کرے اس سے درمیانی گرد و غبار اٹھ جائیگا۔ اور ثابت ہو جائیگا کہ اللہ تعالے سنتا بھی ہے اور بولتا بھی ہے۔ جو لوگ عارف ہوتے ہین انپر یہ باتین کھل جاتی ہین وہ اسی دنیا مین خدا تعالے کے صفات کو مشاہدہ کرتے ہین۔ جو شخص ان صفات کو دیکھتا نہیں وہ صرف طوطے کی طرح رٹتا ہے۔ آریون نے جو صفائی کی ہے وہ تو پہلے سے بھی گیا گذرا اور الاسمعلا ہوا ہے۔ اگر انصاف سے دیکھا جاوے تو زبانی لاف و گزاف کچھ نہیں کر سکتی مین یقیناً کہتا ہون کہ ان لوگون کے سارے دعوی باطل ہین اسلئے کہ انکو دید کی توفیق نہیں ملی ہے۔ جیسے اس جہان کی کھڑکی نہیں کھلی وہ کیا دیکھے گا۔

پنڈت دیانند نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ نری اٹکل ہے جیسا ایک اندھا کسی کو ہاتھ لگا کر اسکے متعلق بیان کرتا ہے اسی طرح سے انہون نے کیا ہے محض اپنے مذہب کے تعصب کی جہالت سے کہا جو کچھ کہا اسکی وہ آنکھین نہیں تھین جو وہ اس عالم کے عجائبات کو مشاہدہ کرتا۔ اسکو بالکل خبر نہیں کہ خدا کیا ہے؟ اور اس کے صفات کیا ہین۔

یہ بھی یاد رکھو کہ جس چیز کے صفات دور ہو جائین تو وہ چیز بھی جاتی رہتی ہے پھول کیصورت نوعی بھی جاتی رہے گی جب اس کے خواص اور صفات نہون اسیطرح پر آریون کے قول کے بموجب پرمیشر کا وجود نہیں رہتا جبکہ یہ مان لیا جاوے کہ اسکے صفات نہیں کیونکہ وہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی سے بولتا بھی ہے جب بولتا نہیں تو سننے پر کیا دلیل ہوگی اسیطرح قدرت بھی باطل ہوگی۔

خدا تعالے کے صفات قدیم سے چلے آتے ہین جب ایک صفت باطل ہوئی تو ممکن ہے کوئی دوسری بھی باطل ہو جاوے سچا مذہب وہی ہے جو زندہ خدا کو پیش کرے اور وہ اسلام ہے۔ ہمارے مخالف اسلام کا اقرار کرتے ہین مگر افسوس ہے کہ وہ اسلام کی اس قابل قدر خوبی سے انکار کرتے ہین جب سے اسلام ہوا ہے اس مین ہمیشہ عملی نمونے رہے ہین لیکن وہ انکار کرتے ہین کہ اب نہیں افسوس!

فرمایا ایک اور بڑی خرابی ہوتی ہے کہ انسان مین علم ہو سمجھ ہو پھر دنیا کے خیال اسپر غالب ہو جائین تو اسطرح پر دینی سرگرمی نہیں رہتی وہ مردہ یا منافق ہو جاتا ہے۔ اسلئے اس جماعت مین ملنے والا تو وہ ہوگا جو ہر قسم کے مصائب اور شدائد کا نشانہ بننے کو آمادہ ہو۔ لیکن محبت ہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے جیسے ایک مست اونٹ پر جسقدر بوجھ چاہو لاد دو۔

فرمایا قوی القلب آدمی ہو تو یہی نہیں کہ وہ مخالفون کے شور و شر سے امن پاتا ہے بلکہ اللہ تعالے اس مین جذب اور کشش رکھدیتا ہے۔

مراسلات

زلزلة الساعة

عرصے سے ناظرین سراج الاخبار کے نام سے واقف ہونگے - یہ وہی اخبار ہے جسکے قابل ایڈیٹر و مضمون نگار کو برادرم شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کے مقدمہ میں جرمانہ ہو چکا ہے - اب اسی نامہ نگار مولوی محمد کرم الدین صاحب اسکے ایڈیٹر مقرر ہوئے ہیں - مولوی صاحب سر ہفتہ بخصوص خاتم الخلفاء علیہ التحیۃ والثناء کے بارے میں منہ زور گستاخی کر دیا کرتے ہیں چنانچہ ۱۰ر جولائی کے پرچے میں ایک نظم چھپوائی ہے جسمیں یہ بتایا ہے کہ مرزا جی زلزلہ کے خوف سے باہر بہاگ گئے - اور پھر جب جب وعدہ زلزلہ آیا تو نادم ہو کر واپس آئے - اگر کوئی ان کے لئے زلزلہ تھا تو ان کو چاہئے تہا باہر نکلے - اخیر میں ایک [illegible] افترا و بہتان باندہ کر آپکی واپسی ایک بیت کی لاعلمی سے ہوئی - مجھے بڑا تعجب گذرا ہوں یہ لوگ کوئی اتہام لگانے ہوئے کیوں خدا تعالٰے سے نہیں ڈرتے - آخری شعر سے پہلا شعر ایسا فحش ہے کہ مجھے حیرت ہے ایک کوئی [illegible] کے نظم سے نکل کیونکر گیا - میں اسے نقل کرکے الحکم کے اک کالمون کو ملوث نہیں کرنا چاہتا - یہ نظم میرے ایک دوست نے مجھے دکہائی - چونکہ ان کے ساتھ کو سلسلہ احمدیہ سے ایک خاص تعلق تہا کیونکہ ان کا وجود ایک عظیم الشان نشان تہا کئی نشانوں کے دکہانے کا موجب ہوا - اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ میرے آقا کی صداقت کے اظہار کے موجب ہوئے - اور اسی خیال سے میں اسکا جواب لکہتا ہوں امید ہے کہ خدا تعالٰی دل پکڑ دکہا جائیگا - [illegible] اردیہ ادا الاصلاح ما توفیقی الا باللہ مخفی نہ رہے کہ میں نے [illegible] کے سامنے اس نظم کا جواب ترکی بترکی شروع کر دیا تہا - بس بوجہ عجلت دوگیا شت قابل نہ گئے ہے - وہ نظم یہ ہے -

(نا چیز احمدی گجراتی از کوٹلی ضلع گجرات)

نظم

حضرت بلی جگرچو حیرت میں جلتے ہیں
یا آدم سکس رات کی صحبت ہیں جاتے ہیں
بے کیس اسلئے قوت قدسیہ امسال ہم
دنیا میں آ ہمیں کو جنت دکھاتے ہیں
امو میں خدا نے عزیز و حکیم کے
جو حکم آتا ہے وہی سب کو سناتے ہیں و
ڈرتے نہیں ملامت خلقت سے زینہار
بلکہ وہ اپنی قوم کو ہر دم ڈراتے ہیں
کہتے ہیں باز آؤ بھی فسق و فجور سے
ورنہ فرشتے زلزلہ اک سخت لاتے ہیں
چوڑینگے گر نہ شوخی شرارت کو یہ عباد
دم بھر میں دیکھ لینا سبھی کھپے جاتے ہیں
فرمایا ہے خدا کہ نہیں بھیجتے عذاب
جب تک نہ لوگ شوخیاں بیجا دکہاتے ہیں
اور نیز ہم عذاب نہ بھیجینگے زینہار
جب تک نہ اک نبی کے ذریعے ڈراتے ہیں

*

گھر سے نکلنا حکم خداوند سے ہوا
نادان کس خیال سے یہ غل مچاتے ہیں
گر ہے یہ بزدلی ہے تو پھر سارے ہی رسول
اس طرح بزدلی کا نمونہ دکھاتے ہیں
حیرت ہے آپ بھول گئے لوط کا وہ حال
جب راتوں رات بستی سے بستر اٹھاتے ہیں
طوفان دابہ دیکھ کے ہوتا تھا چہرہ زرد
کیا بزدلی یہ حضرت رسل کی بتاتے ہیں
دیکھو نہ اعتراض کرو ایسا تم کوئی -
اور انبیاء جسکے نشانہ میں آتے ہیں -
ہے تو مکذبوں کے لئے ہی یہ زلزلہ
پر اہل حق بھی خوف خداوند کہاتے ہیں
وہ ذات بے نیاز ہے جو چاہے کرتا ہے
اسکے مقابلے میں تو گستاخ آتے ہیں
ہر اک میں کچھ نہ کچھ تو ہوا کرتا ہے قصور
اپنے کئے کی سب ہی سزا سخت پاتے ہیں
آنے لگا عذاب تو نکلے تھے لوط کیوں
آپ ان کے حق پہ ہونے میں کچھ شبہ لاتے ہیں ؟
کیا ہمیں آپکی نہ نظر تھی؟ بولئے جواب!
یونس کی طرح کس لئے پھر بہاگ جاتے ہیں
ان کو بہی کہنا تہا اگر موت آ گئی
تو پھر یہ چلے مرنے سے کیونکر بچاتے ہیں
جا ناوہاں گنہ ہے جہاں آگ جلتی ہو
جو جاتے ہیں بدن کو وہ اپنے جلاتے ہیں
بس یہی تہا ہمارے نکلنے کا بہی سبب
نادان ہیں جو اسپہ تمسخر اڑاتے ہیں
تاریخ میں جہان ہو دل سے جب اپنے امام کے
ہم اپنے ڈیرے سلئے باہر لگاتے ہیں
ما یعجبہ نکلتا ہے ان کی زبان سے
کیوں کافروں کی بولی نہ یا نون یہ لاتے ہیں
کس نے سکھائی شوخی مری پیاری قوم کو
اللہ کے عذاب کو جلدی بلاتے ہیں -
نوالا عجل جواب ہے یستعجلون کا
قرآن پاک سے یہی آیت سناتے ہیں ٭
قہار کے عذاب کی شتکر کوئی خبر
جو ہیں سعید وہ تو بڑے کانپ جاتے ہیں
لیکن یہ کیسے لوگ ہیں ڈرتے نہیں ذرا
بلکہ بڑی دلیری سے باتیں بناتے ہیں

+

کوئی بھی وقت اس کا مقرر نہیں کیا
پھر کیوں " نہ آنے " کی یہ دہائی مچاتی ہیں
کیوں جلدی کر رہے ہو کر دیا دوقت نوح
جب آپ حکم باری سے کشتی بناتے ہیں
اور قوم ٹھٹھے کرتی ہے ڈبو رہے کو کیا ہوا
پھر اسکے بعد جلدی سب ڈوب جاتے ہیں
پہلے ہی یہ خدا کے نبی نے تھی دی خبر
آئے گا جب کہ لوگ اسے بھول جاتے ہیں
ٹھٹھے کرینگے جبکہ - نہیں آیا وہ عذاب
الہام جہوٹے میرزا صاحب سناتے ہیں
باہر رہے تھے آپ اسی انتظار میں -
تاکچھہ مزید گھڑی ڈالی جاتی ہیں
جب موسم بہار مقرر ہوا تو پھر
جلدی حضور لوٹ کے بستی میں آتے ہیں
جو پوچھتے ہیں لوگ کہ یہ وعدہ ہو گا کب
ان کو ہم ایک آیت قرآن سناتے ہیں
دیکھیں وہ " ملک " علم ہے اسکا خدا ہی کو
(سورہ ۱۲)
اور میں تو ہوں نذیر جو پہلے ڈراتے ہیں

سن لو وہ زلزلہ تو ضرور آئے گا ضرور
اچھے ہیں جو ابھی سے تضرع دکہاتے ہیں
مہلت کو سمجھو رحمت رب رحیم ہے
دانا ہیں جو وہ نیکیاں اسمیں کماتے ہیں
اور بدنصیب اور بھی کرتے ہیں سرکشی
اپنے تئیں لعنت حق میں بڑھاتے ہیں
دیتے ہیں روز گالیاں ظل رسول کو
کس منہ سے پھر امید شفاعت کی لاتے ہیں
یارب ہماری قوم کو فہم سلیم دے
تیری جناب پاک میں ہم سر جہکاتے ہیں
(احمدی گجراتی از کوٹلی ضلع گجرات)

ایک رویا مع تعبیر

مکرمی و معظمی جناب شیخ صاحب - سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

دو ڈہائی ماہ کا عرصہ ہوا - ہے کہ میں آپ کو کوئی خط نہیں لکھ سکا جس کی وجہ صرف یہی ہے کہ میں اس عرصہ میں کئی ایک پریشانیوں کا نشانہ بنا رہا ہوں کہ جن میں سے فی الحال ایک کا ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ میں نے رات کو بحالت خواب دیکھا تہا کہ پولیس کے چند آدمی میرا اور میرے بعض متعلقین کے نام لکھ رہے ہیں جو صبح اٹھتے ہی میں نے گھر کے لوگوں کے علاوہ دفتر کے چند آدمیوں کو بھی مطلع کر دیا اور میں نہایت حیران تہا کہ پردہ غیب سے معلوم نہیں کیا ظہور پذیر ہونے والا ہے آخر سات آٹھہ روز کے بعد ایک شخص نظام الدین نامی نے اپنے علاقہ کے تہانہ میں رپورٹ کر دی کہ میرا دو سو روپیہ کا جو زیور کہویا گیا ہے اوس کے چرانے والے یہی لوگ ہیں - ادہر جب مجھے اس رپورٹ سے اطلاع ہوئی تو میں نے بارگاہ ایزدی میں نہایت عاجزانہ دعائیں کیں - کہ اے خدائے کریم چونکہ میرا اس معاملہ سے محض بے خبر ہونا تجھپر بخوبی روشن ہے اسلئے تو مجھے بے قصور کو اس کش مکش اور پریشانی سے بچالے -

اب میں خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جو رپورٹ میرے خلاف کیگئی تہی وہ بالکل بے بنیاد ثابت ہوئی ہے اور مجھ مسافر کو کسی نے پوچھا تک نہیں - ہاں رپورٹر کے ساتھ جو ہوا ہے وہ ہمارے مخالفین کے لئے واقعی قابل عبرت ہے - تعجب ہے کہ جس قسم کے الزام میں وہ مجھے مبتلا کرنا چاہتا تہا اوس میں وہ خود ہی پھانسا گیا ہے اور اب ملازمت سے برطرف ہو کر چاہ کندہ را چاہ دریش کے مقولہ کو سچا ثابت کر رہا ہے - مگر مخالفین اپنی زیادتیوں سے پھر بھی باز نہیں آتے غالبًا آپکو بھی معلوم ہوگا کہ بریلی میں سلسلہ احمدیہ کے ممبروں کو وہاں کے مخالف مولویوں نے از حد تنگ کر رکھا ہے جس پر میں نے محمد عبد العزیز صاحب اڈیٹر روہیلکھنڈ گزٹ بریلی کو ایک مفصل کارڈ کے ذریعہ اطلاع دی کہ آپ اپنے معزز اخبار کے ذریعہ اپنے ہان کے مولویوں کے خلاف قرآن کی اصلاح کر دیں تو باعث مشکوری ہوگا میں نہیں سمجھ سکتا کہ انہوں نے میرے کارڈ کا تذکرہ کیوں پسند نہیں کیا - ہاں بدایوں کے اخبار ذوالقرنین نے بریلوی مولویوں کو خوب ہی تنبیہ کیا ہے کاش کہ وہ خطرناک اشتہار کا شائع کرنا اور دشنام دہی کی عادت کو ترک کر دیں شاید ان مولویانہ وراثت کو دفعتًا چھوڑنا مشکل سمجھتے ہوں چنانچہ یکم اگست کے روہیلکھنڈ گزٹ کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مکرمی حافظ سید تفضل حسین صاحب احمدی بریلوی الیٰ مخدوش حالت میں ہیں جو اپنے ایک مختصر سے مضمون بعنوان فریاد میں لکھتے ہیں کہ وہ ہمکو گھر سے باہر نکلنا دشوار ہو رہا ہے شبکو سر پھوٹ جانیکے خوف سے انگن میں سو نہیں سکتے " واللہ جو وقت مینے اس مضمون کو پڑہا آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آئے امید ہے کہ حافظ صاحب قرآن کریم کے بیان کردہ قصص کو مد نظر رکہہ کر صبر سے کام لینگے - راقم

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن - اجابت از در حق بہر استقبال مے آید -

نوٹ - [illegible] اسکے متعلق [illegible] مضمون بدر میں [illegible]

مریضو! مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مجربات سے فائدہ اٹھاؤ

مینے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے ایک شفاخانہ کھولنا چاہا ہے جسکی اصول صحت کی خلاف ورزی کیوجہ سے جو لوگ دکھہ اٹھا رہے ہیں ان سے بقدر طاقت ہمدردی کرون مینے خیال کا سفر کیا ہے اور نہ مجھے کسی سادھو اور سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے ہاں مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری رائے میں بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا - اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے میں مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے مطب میں ان کے ماتحت اور نگرانی میں ہر قسم کے مریضوں کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہوں اور اب تک بھی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھ بیرونی مریضوں کی خط وکتابت اور ان کے لئے نسخہ جات کا تجویز کرنا بھی میرے ہی سپرد ہے پس جو لوگ حضرت حکیم الامتہ کے طریق علاج اور آپ کی طبی تحقیقات اور دانفیت سے واقف ہیں اور میں جانتا ہوں پنجاب میں کوئی جگہ ہوگی - جہاں ایسے واقف کا موجود نہ ہوں انکے لئے اتنا کہدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس دعوے کی تصدیق خود مولانا صاحب ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے - اور اب جو مینے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اسمیں بھی میرا اصول یہی ہوگا کہ **امراض عامہ** جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتے ہیں علاج تو ان کا ہزارہا مرتبہ آزمودہ اور مجرب نسخوں کے ذریعہ ہوگا جو مولوی صاحب کے **مطب** میں ہمیشہ مستعمل ہوتے ہیں اور خاص اور قابل غور امراض میں مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کرینگے اس بنا پر یہ شفاخانہ جس کا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکھا گیا ہے - مین نے قادیان میں کھولدیا ہے اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامتہ کی طبی **تحقیقات** اور **مجربات** کو جو ویدک یونانی - ڈاکٹری - اور ہر قسم کے جدید تجربوں میں مشتمل ہے بذریعہ رسالجات یا کتب کے شائع کیا جاوے -

سرمہ زنگاری - حاذق طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہزارہا مریضوں پر آزمایا ہوا - آنکھوں کی بہت سی بیماریوں خصوصاً جالا - دھند - میل - (یعنی آنکھوں میں سرخ ڈورے پڑ جانا) ڈھلکا آنکھوں میں پانی زیادہ آنا - جرب جسمیں پلکوں کی سرخی نمودار ہو وغیرہ کیلئے مفید قیمت فی تولہ ۸ **سرمہ نورالعین** - مجرب اور آزمودہ ہر ایک قسم کی آنکھوں کی بیماریوں میں اکسیر ہے جسمیں بڑا امیرا ہے قیمت فی تولہ عہ - **آتشک کی گولیاں** قیمت فی ڈبیا عہ **مرہم آتشک** فی ڈبیا ۸ **سفوف جریان** - (مرد کو ہو یا عورت کو) چند روز کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا - قیمت فی تولہ ۸ **سفوف سوزاک** قیمت سات خوراک کے لئے عہ - **حبوب باد گولا** - یہ گولیاں امراض ہسٹریا (باد گولا) میں از بس مفید ہیں عورتیں عموماً اس مرض میں مبتلا ہوتی ہیں اور بسبب جن بھوت کے آسیب کا وہم رکھنے کے بہت سا روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں اور اندر ہی اندر گھل گھل کر مر جاتی ہیں - ان گولیوں کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا عہ - **عرق عشبہ** قیمت فی شیشی عہ **حب طحال** - قیمت فی ڈبیا ۱۲ **کھانسی کی گولیاں** فی ڈبیا ۸ **حبوب بواسیر** - فی ڈبیا عہ **روغن شمیمہ** - قیمت فی شیشی عہ **بال اڑانے کا پوڈر** فی ڈبیا ۸ **حب ضیق النفس** - قیمت فی شیشی عہ **دوائی ناسور** - قیمت فی ڈبیا کھانے کیلئے عہ **روغن دافع امراض گوش** - قیمت فی شیشی ۸ **مرض اٹھرا کی مجرب دوائی** - یہ دوائی حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی آزمائی ہوئی ہے اس سے سیکڑوں عورتوں کو فائدہ ہوتا ہے جن کے بچے بچپن ہی میں اس مرض سے تلف ہو جاتے ہیں - یہ مولوی صاحب کی مجرب چند ادویہ ہیں - کچھ تو گولیاں ہوں گی جو عورت کو ابتداء حمل سے شروع کر کے وضع حمل تک کھانی ہونگی کچھ خاص قسم کی ہوتی اجوائن اور فلفل سیاہ ہوگی جو عورت کو شروع حمل سے تا اختتام ایام اضاعت کھانی پڑے گی - قیمت کل دوائی کی جو اس تمام عرصہ میں کھائی جاوے عــه **منجن** قیمت فی ڈبیا ۸ **خارش کی عجیب دوائی** فی ڈبیا ۸

ایک شہادت

میں تصدیق کرتا ہوں کہ فضل الرحمان میرے تجارب و تفن... سے اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریوں نفث الدم اور دق میں اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا ہیں امید کرتا ہوں کہ اگر وہ تقوی سے کام لیگا تو اسکا خود بھی اور ... کے باعث بہت لوگوں کو نفع پہونچیگا - الٰہی میرا یہ گمان سچ ہو آمین

نورالدین

باہر کے لئے دوائی بذریعہ وی پی پارسل بھیجی جاویگی جن امراض کی تشخیص بذریعہ خط وکتابت نہیں ہو سکتی ان کا علاج بجز مریض کے دیکھنے کے نہیں کیا جاویگا - ہمارا کام صرف اشتہاری طبیب بننا نہیں بلکہ مریض کو شفا ہونا اصل مقصود ہے ہاں اس میں ذاتی نفع بھی مقصود ہوگا - مگر عام اشتہاری طبیبوں کیطرح نہیں +

نوٹ کسی خط کا جواب بدون جوابی کارڈ یا ٹکٹ کے نہیں دیا جاویگا - ایسے صاحب جواب نہ آنیکی شکایت نکریں -

المشتہر

مفتی فضل الرحمن منیجر شفاخانہ فضل رحمانی قادیان